حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر آج کی بیان کردہ حقیقت کل بدل بھی سکتی ہے، لہٰذا سائنس کی تشریح وتوضیح حدودِ مادہ کے اندر تو 'علم' کا مقام رکھتی ہے، ورنہ نہیں۔ بقول مصنف: سائنس اور وحی کے مابین یہ کوئی نزاعی تحقیق نہیں ہے بلکہ حدیث نبویؐ میں سائنسی استدلال کو واضح کرنے کی ایک ابتدائی کوشش ہے۔ اہلِ فن کے لیے صلاے عام ہے کہ وہ اس میدان میں دادِ تحقیق دیں، تصحیح واضافہ فرمائیں اور اپنے علمی جواہر پاروں سے اصحابِ ذوق کو فیض یاب کریں۔ (شہزادالحسن چشتی)

سنوسی تحریک، ڈاکٹر سیّد خالد محمود ترمذی۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، ملتان روڈ، لاہور-۵۴۷۹۰۔ فون: ۰۴۲-۵۴۳۴۷۶۔ صفحات: ۲۹۶۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

تاریخ کے ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے ایسے مصلحین پیدا کیے جنھوں نے انتشار وافتراق میں مبتلا اور بے راہ روی کے شکار مسلمانوں کو جھنجھوڑ کر ایک دفعہ پھر قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں صراطِ مستقیم دکھایا۔ انیسویں صدی عیسوی میں جہاں برعظیم پاک وہند میں تحریک مجاہدین کے بانی سیّد احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے اپنے خون کا نذرانہ دے کر مسلمانوں میں حریت وآزادی کی روح پھونکی، وہاں محمد بن علی السنوسی (۱۷۸۷ء-۱۸۵۹ء) نے سنوسی تحریک برپا کر کے عالمِ عرب میں بیداری کی لہر پیدا کردی۔

زیرنظر کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ سنوسی تحریک نظریاتی، سماجی، اقتصادی اور سیاسی لحاظ سے ایک جامع اور اپنے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ ایک ہمہ گیر اور عالم گیر اسلامی تحریک تھی۔ اس تحریک کا مقصد عالمِ اسلام کا مکمل روحانی ارتقا، یعنی اسلامی نظام کا نفاذ تھا۔ اس مقصد کے حصول کے لیے سنوسی تحریک نے 'زاویوں' (خانقاہوں) کا نظام قائم کیا تھا۔ ہر 'زاویہ' بالعموم مسجد، سکول، مہمان خانہ، طلبہ کے اقامتی کمروں، مطبخ، تحریک کے وابستگان کی قیام گاہوں کے علاوہ ورکشاپ اور مویشی فارم پر مشتمل ہوتا تھا۔ تحریک کے زیراہتمام ایسے 'زاویوں' کی تعداد سیکڑوں میں تھی۔ ان کی خصوصیّت یہ تھی کہ ذکروفکر، درس وتدریس کے ساتھ ان میں ہُنر سکھانے اور عسکری تربیت کا اہتمام بھی ہوتا تھا، تاکہ ان زاویوں کے فارغ التحصیل دعوت وتبلیغ وجہاد کے ساتھ معاشی طور پر بھی خودکفیل رہیں۔ ان زاویوں کے سربراہ 'شیخ' کہلاتے جو زاویے کے انتظام وانصرام کے ساتھ پورے علاقے کے مفتی، مُصلح اور جج کا کردار بھی ادا کرتے تھے۔ اس تحریک نے ایک طرف سیاسی